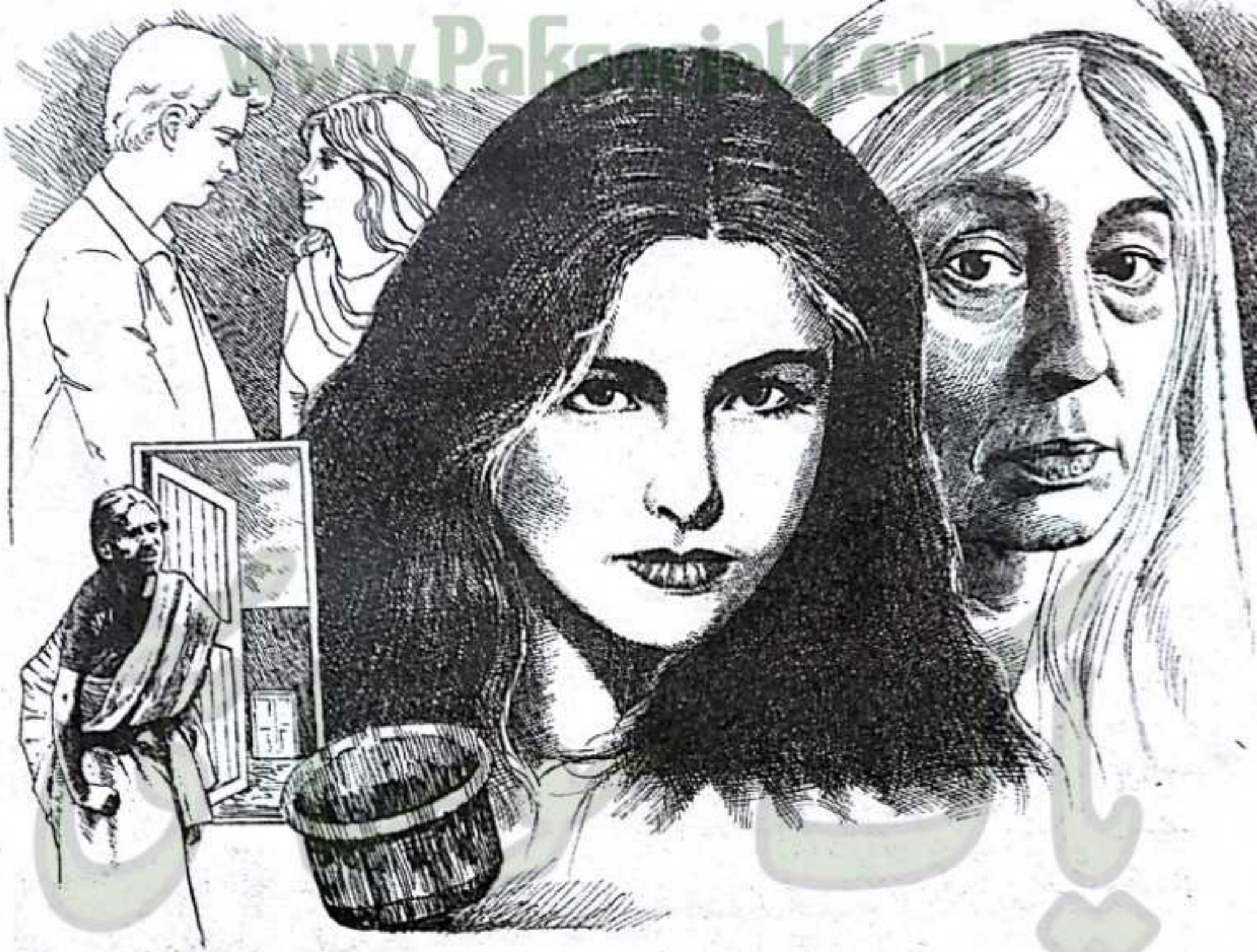

اسٹیل کی پتیلی

فرحین اظفر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

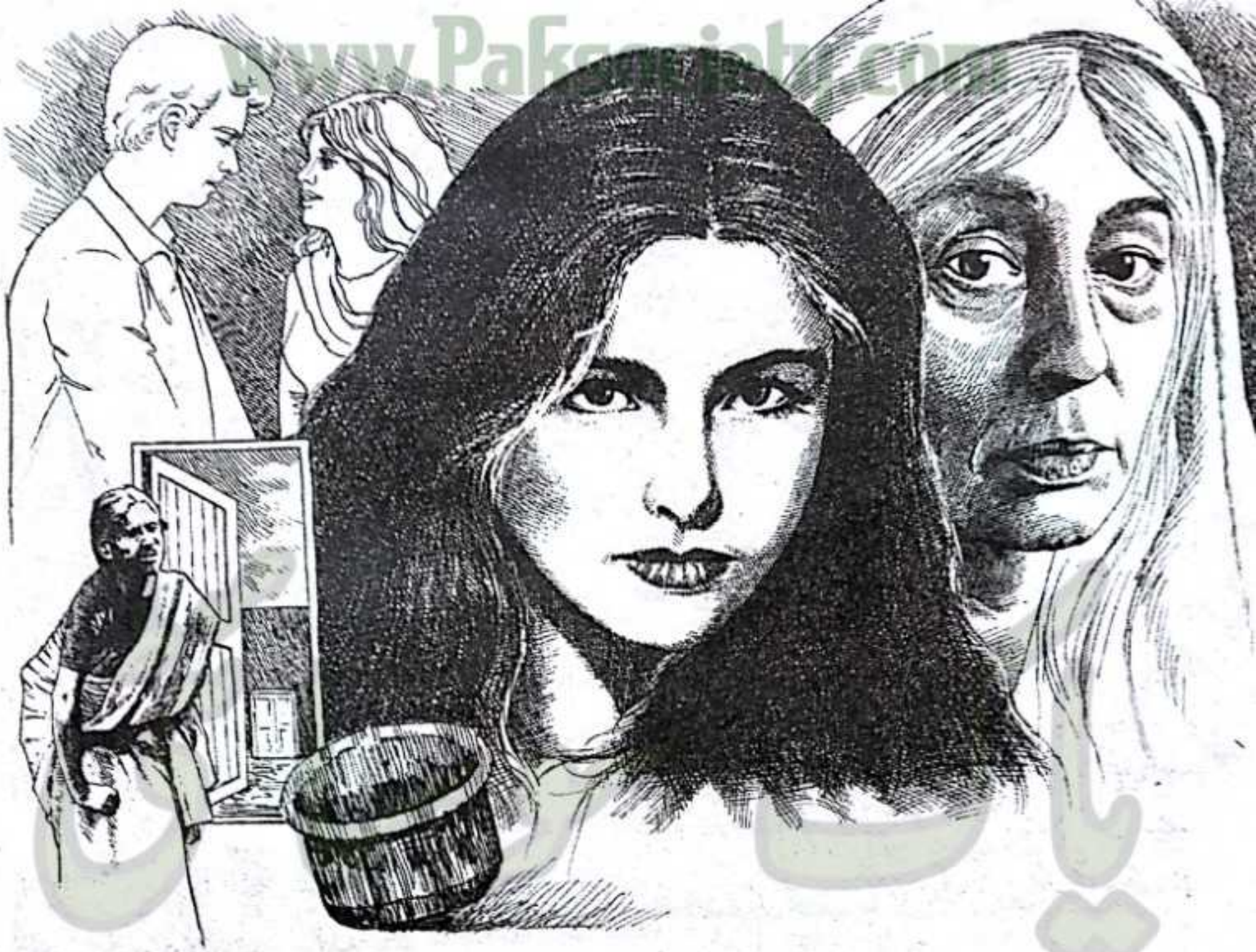

اسٹیل کی پتیلی

فرحین اظفر

جانے فضا میں حبس بڑھ گیا تھا یا چلتے، چلتے پنکھا بند ہو گیا تھا۔ وہ گہری نیند..... بلکہ اب گہری نیند لگتی ہی کہاں تھی۔ اب تو یہ حال تھا کہ بلی کی چال سے بھی نیم مندی اور ادھ کھلی آنکھیں ہوشیار ہو جاتی تھیں۔ اس وقت بھی وہ عالم بے خبری میں فقط چند لمحے ہی گزار پائی تھیں کہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھیں۔

"سی..... ی..... ی..... اف..... ف....."

بے حد بلا کی گرمی اور حبس تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

باریک ململ کا دوپٹا سر پر لپیٹا تھا جو پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ انہوں نے جھٹ اسے اتار پھینکا اور لان کی قمیص کے گلے کو دو انگلیوں میں دبا کر گلے سے دور کر کے جھلنے لگیں۔ پسینے کی جیسے دھاریں سی بہہ نکلی تھیں۔ نیند سے جاگنے پر یونہی ایک دم شدید گرمی اور پسینے کا حملہ ہوتا ہے۔ تخت کے سامنے رکھا پیڈسٹل فین دائیں دیوار کی جانب منہ کیے فراٹے سے چل رہا تھا۔

''کس منحوس نے اس پنکھے کو دیوار کی طرف گھما دیا..... ہوگا وہی عماد کا بچہ..... شیطان.....'' دانت پیستے ہوئے وہ بہ مشکل اٹھ کر پنکھے تک پہنچیں۔ نقاہت کے مارے ان سے قدم اٹھانا بھی دوبھر ہوگیا تھا۔ جیسے، جیسے عمر گزر رہی تھی۔ ان کی جسمانی کمزوری دماغی قوتِ ارادی کو پچھاڑ کر حاوی ہوئی جاتی تھی اور یہی وہ صورتِ حال تھی..... جس سے وہ شدید جھنجلا جاتی تھیں۔

''اری رقیہ..... رقیہ.....!'' ان کی پاٹ دار آواز گھر کے نچلے پورشن میں لہرائی تو سہی لیکن گونج نہیں پائی، یقیناً برابر والے کمرے میں اپنے چھوٹے بچے کو بغل میں داب کر پڑی خراٹے لیتی رقیہ کے سر پر بھی ایسا ہی بلکہ حجم میں اس سے بڑا پنکھا فل اسپیڈ سے گھوم رہا تھا۔ جس کی زوردار بھر، بھر رقیہ کو گھنٹے بھر کے لیے ان کی سخت آواز سے چھٹکارا دلا دیتی تھی۔

''ارے رقی.....'' ان سے مزید پکارا نہیں گیا..... خشک گلے میں پھندا لگ گیا۔ وہ آدھا نام پکار کر زور، زور سے کھانسنے لگیں۔ جب کھانسی تھمی تو خیال آیا کہ گلاس بھر پانی پینے کے لیے انہیں خود ہی کمرے سے باورچی خانے تک کا سفر طے کرنا ہوگا۔

لو کے تھپیڑوں سے جلتے برآمدے میں قدم رکھتے ہی کسی کی یاد بڑے زور سے حملہ آور ہوئی اور زمین کے کسی کونے سے نکل کر ایک مہربان چہرہ تصور کی دنیا آباد کرنے کی زوردار کوشش کرنے لگا۔

وہ اس کوشش کو ناکام بنا دینا چاہتی تھیں۔ جبھی بہ آواز بلند بڑبڑاتی ہوئی لمبے برآمدے کے آخری کونے میں بنے کچن تک آئیں۔

سامنے ٹھنڈے چولھے پر چمکتی، دھلی دھلائی اسٹیل کی دیگچی اوندھے منہ رکھی تھی۔

''ارے اللہ رقیہ! اللہ تجھے سمجھے، میرا پانی تک نہیں ابالا.....'' ماتھے پر ہاتھ مار کر فریج کھولا تو ٹھنڈے پانی کی ''خاص بوتل'' ندارد.....

''ہیں.....؟'' یہاں پنکھے کی آواز نہیں تھی لہٰذا سناٹا بھی غیر معمولی تھا۔ انہوں نے اپنی تعجب خیز آواز خود ہی سنی۔

''میرا پانی ختم ہوگیا..... لیکن میں نے تو خود بوتل بھر کے رکھی ہے صبح..... میں نے تو ایک بار بھی نہیں پیا پانی۔'' صبح سے اب تک رقیہ کا تیار کردہ ٹھنڈا روح افزا پیاس بجھا رہا تھا۔ انہوں نے پھر اوپر سے نیچے تک ہاتھ مار کر ایک بار پھر چھوٹے سے فریج کا جائزہ لیا۔ پانی تو نظر نہیں آیا..... البتہ ایک پاؤ بھر کے ڈبے میں گلاب جامنیں ضرور دکھائی دے گئیں۔

''اے لو.....! اب یہ کہاں سے آئی مٹھائی..... اور مجھ بڑھیا کو پوچھنا تو دور، بتانا بھی گوارا نہ کیا کہ کہیں سے مٹھائی آئی رکھی ہے۔'' یہ قصور بھی رقیہ کے کھاتے میں لکھا جانے والا تھا۔

ڈبے کے کنارے پر ٹیپ لگا تھا اور اتنا سختی سے بند تھا کہ ناخن سے رگڑ کر کھولنے کی کوشش میں ان کی پیشانی سے پھوٹتا پسینہ ٹھوڑی سے ٹپک پڑا..... انہوں نے کوفت سے ڈبا پٹخ دیا..... پھر اسٹینڈ میں لگی چھری اٹھائی۔

اپنی پیاس، ٹھنڈے پانی کی تلاش، پانی کا اچانک ختم ہوجانا اور نیا پانی ابلنے کو رکھنا..... مٹھائی دیکھ کر وہ پانی اور اس سے متعلقہ تمام غم عارضی طور پر بھول چکی تھیں۔

''ہم..... م..... م'' ڈبا کھل چکا تھا۔ تازہ سنہری گلاب جامنوں کا درجۂ حرارت بتا رہا تھا کہ انہیں فریج

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

کی زینت بنے زیادہ دیر نہیں گزر ری ہے۔

''ہیں تو مزیدار.....'' دو گلاب جامن بوڑھے معدے کی نذر کر کے تیسری انگلیوں میں دبائی تو ایک بار پھر پانی کی طلب جاگی.....اور تمام خوابیدہ حسیات بھی جاگ پڑیں، انہوں نے ہاتھ میں پکڑی گلاب جامن واپسی ڈبے میں ڈالی..... پھر فریج سے کچا پانی نکال کر پیا..... بے حد برے دل کے ساتھ اب انہیں خدشہ لاحق تھا۔ رات تک ہو نہ ہو انہیں جلاب ضروری لگ جائیں گے۔ ان کا نازک معدہ جراثیموں بھرا بنا ابلا پانی پینے کی بالکل سکت نہیں رکھتا تھا۔

''اب اس عمر میں، میں بوڑھی جان یہ کام بھی کروں.....'' چکنے ہاتھوں اور مٹھائی سے بھرے منہ کے ساتھ (جو اب تیسری گلاب جامن منہ میں ڈالنے کے سبب بھرا تھا) بڑبڑاتے ہوئے انہوں نے چولھے پر اوندھا کے رکھی اسٹیل کی دیگچی اٹھائی۔ اسی وقت انہیں زور کی کھانسی آئی اور پتیلی ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گری۔

''ٹھن.....ٹھنا.....ٹھن..... ن..... ن..... نن.....'' سوئے ہوئے گھر کی سہ پہر سے گلے ملتی دوپہر میں ایک ہنگامہ جاگ اٹھا۔ کسی کمرے سے بچے کے رونے کی تیز آواز آئی.....اور پھر پچکارتی رقیہ کی.....وہ جانتی تھیں، رقیہ بگڑے تیور لیے کمرے سے باہر آنے ہی والی تھی.....وہ خود بھی ریڈی اسٹیڈی گو والی کیفیت میں آ گئیں.....

☆☆☆

باہر وین والے کا مخصوص ہارن گونجا..... اس نے دوپٹے کا سرا منہ پر ڈھانپ کر ذرا سی جھری کھول کر باہر جھانکا.....گرمی سے سرخ ٹماٹر چہرہ لیے اس کی پیاری شہزادیوں جیسی بیٹی وین سے اتر رہی تھی۔ نقاب کے اندر سے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ چھ سالہ معصوم اُمِ رومان نے گیٹ کو ہلکا سا دھکیلا اور پیچھے کھڑی اپنی ماں کو دیکھ کر ہنستی ہوئی اس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

''اگر آج بھی آپ سوتی ہوئی ملتی ناں تو میں آپ سے کٹی ہو جاتی۔''

''ہوں.....ں جبھی تو میں اپنی پیاری پرنسز کے لیے جاگ رہی ہوں۔'' اس نے لاڈ سے اپنی بیٹی کو خود سے چمٹایا لیکن گود میں اٹھانے سے گریز کیا۔

''اُف! میں بہت تھک گئی، ماما گود میں لے لیں۔''

''نہیں جانو ابھی نہیں ناں..... ماما کی طبیعت تھوڑی خراب ہے۔'' دل میں اٹھتی درد کی لہر اور دکھتے بدن کو نظر انداز کر کے اس نے اپنی راج دلاری بیٹی کو معذرت سے دیکھا.....جس نے منہ بسور لیا تھا اور تھکے، تھکے انداز میں پیر پٹختی اندر بڑھ گئی۔

اس نے جلدی سے بیڈ روم میں داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور اپنی بیٹی کا یونیفارم اتار کر اے سی کی کولنگ تیز کر دی۔ کمرے میں ہی ایک طرف ڈسپنسر رکھا تھا۔ اس نے جلدی سے پانی نکال کر اُمِ رومان کو پلایا۔

''آپ کی فیورٹ چکن بریانی پکائی ہے میں نے اور آج بابا نے آنے کا پرامس بھی کیا ہے۔ بس ابھی وہ آ جائیں گے تو میں کھانا نکالتی ہوں۔ تب تک آپ چینج کرو.....میں آپ کے لیے پڈنگ لے کر آتی ہوں۔''

☆☆☆

''ارے کیا ہوا، کیا مصیبت آ گئی۔'' حسبِ توقع رقیہ بھنائی ہوئی کمرے سے نکلی تھی۔ کمر پر صرف چھوٹی سی چڈی میں ملبوس ننگ دھڑنگ لیکن خوب گورا چٹا اور گول مٹول بچہ لٹک رہا تھا۔

''ارے مصیبت کیوں..... میں آئی ہوں کچن میں، برتن چھوٹ گیا تھا ہاتھ سے۔''

''ہاں تو بات تو ایک ہی ہے ناں.....'' رقیہ بڑبڑائی.....پھر ایک دم ٹھٹک گئی۔

اماں کے ہاتھ میں ادھ کھائی گلاب جامن تھی۔ وہ ایک قدم آگے آئی۔ پھر سلیب پر رکھا ڈبا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھلا دیکھ کر ایک جھپٹا مار کر اٹھایا۔
''ہائیں..... یہ مٹھائی..... یہ..... یہ آپ نے کھائی ہے..... یہ آپ نے کھولا ہے ڈبا؟'' اسے تو جیسے ہزار والٹ کا کرنٹ لگ گیا۔ بچہ بغل سے چھوٹ کر زمین پر آرہا..... اور وہیں ریں، ریں کرنے لگا۔ وہ پھٹی ہوئی آنکھوں سے کبھی ڈبے کو دیکھتی کبھی اماں کو..... اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ میں بھی بے ربطگی تھی۔
''ہاں، میں نے کھائی ہے، کیوں تجھے کوئی تکلیف ہے۔''
''ارے ہائے..... خالہ اماں..... کبھی تو اپنی نیت خوری پر ہاتھ رکھ لیا کرو، لو بھئی..... غضب خدا کا..... ایک، ایک روپیہ جوڑ کر آدھ کلو منگائی تھی..... سمیعہ کے بچے کی مبارک باد دینے کے لیے اور یہاں..... ہائے ہائے..... کون سی منحوس گھڑی میں.....'' اس نے ڈبے کو واپس پٹخ کر فضیحتا ڈال دیا۔
''تو، تو مجھے بتا نہیں سکتی تھی کہ کسی کو دینے کے لیے منگا کر رکھی ہے۔ چھپا تو ایسے رکھی تھی... جیسے اکیلی خود ہی ڈکارے گی۔''
''لیکن ڈکار تو خود گئیں ناں..... اسی لیے رکھی تھی چھپا کر..... یا اللہ..... ضرورت کیا تھی فریج کھولنے کی.....'' اس نے دانت کچکچائے۔
''ناں یہ تیرے پپو کا فریج ہے جو تجھ سے پوچھ کر کھولوں گی ہیں..... تیری نیت ہی بری تھی ناں اسی لیے خود بخود میرے پیٹ میں اتر گئی۔''
وہ جانتی تھیں..... ان سے غلطی ہو چکی ہے۔ مٹھائی کا ڈبا اگر گھر کے لیے ہوتا تو یوں پیک کر کے نہ رکھا جاتا۔ اور اگر گھر کے لیے بھی ہوتا تب بھی انہیں گلاب جامن یوں انگور کے دانوں کی طرح چٹ نہیں کرنی چاہیے تھی۔ گھر میں افراد کم تھے اور ان کا خیال بھی رکھتے تھے۔ تھوڑا صبر کرتیں تو عزت سے مل ہی جانی تھی۔ جبھی بولتے ہوئے ان کا لہجہ نرم ہو چلا تھا لیکن الفاظ وہی تھے آگ لگانے والے۔
''ارے میری نیت بری تھی یا آپ کی نیت خراب تھی..... برداشت نہیں کر سکیں ذرا سی مٹھائی..... اس گھر میں تو زندگی عذاب جیسی ہے۔ خود کو کچھ نصیب نہیں..... دوسرے کے لیے جو مر دھر کے منگاؤ وہ بھی دوسروں کی خوراک بن جاتا ہے..... اوتو، تو چپ کر.....'' ساس کو سناتے، سناتے اس نے زمین پر مچلتے بچے کی ننگی کمر پر ایک تھپڑ چٹاخ سے جڑ دیا۔ معصوم بچہ بلبلا گیا۔ تسنیم بیگم کا دل ذرا کی ذرا پگھلا..... یہ تھپڑ ان کی بھانجی پلس بہو یقیناً ان ہی کو لگانا چاہتی ہوگی..... جو بچے کے حصے میں آگیا۔
''ائے ہئے..... چل چھوڑ بھی دے اب..... اس معصوم کا کیا قصور..... جس کے نصیب میں تھی اس کے پیٹ میں چلی گئی۔'' اب وہ کبھی، کبھی عادت کے برخلاف معاملہ رفع دفع کرنے کی تکلیف بھی اٹھا لیتی تھیں لیکن مدِ مقابل رقیہ تھی۔ ان کی اپنی بھانجی، پلس اپنی بہو.....
''پیٹ میں چلی تو گئی اب ہضم بھی ہو جائے جب کی بات ہے۔'' اس نے جلے دل سے بچے کو اٹھا کر پھر بغل میں دبوچا، اس کے سرخ چہرے سے آنسو صاف کیے..... اور بڑبڑاتی ہوئی باہر نکل گئی۔
''بڑی بی کی شوگر دیکھو..... وقت بے وقت ہائی..... اور یہ حرکتیں دیکھو..... ارے ہم تو خود بلڈ پریشر کے مریض بن کے ان سے پہلے دنیا سے چلے جائیں گے۔'' اس کی آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ تسنیم بیگم کے پردۂ سماعت سے ٹکرا کر دل جلا گئی۔
''ہونہہ..... شوگر..... شوگر..... کر کے میرا کھانا پینا ہی چھڑا دیا، منحوس نے..... ہاں، ہاں میں تو نہیں مرنے والی ابھی..... مریں... میرے دشمن.....'' کراری آواز میں بولتی۔ آنکھوں میں ابھرتی نمی کو جھٹلاتی وہ..... اسٹیل کی پتیلی میں پانی بھرنے لگیں۔ نل کی تیز دھار کے ساتھ چند آنسو بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

ٹپک کر دوپٹے میں گم ہو گئے۔

☆☆☆

رقیہ ان کے چھوٹے بیٹے راحیل کی بیوی اور بہو بننے سے پہلے ان کی بھانجی تھی۔ بڑا بیٹا عدیل اور اس کی بیوی زارا خود ان ہی کی مرضی سے علیٰحدہ رہائش اختیار کیے ہوئے تھے۔

عدیل نے زارا سے اپنی پسند سے شادی کی تھی ورنہ تسنیم بیگم، رقیہ کو عدیل کی بیوی بنانا چاہتی تھیں۔ عدیل کی ضد پر زارا کو بہو بنا کر لے تو آئیں لیکن اس کی طرف سے دل میں جو میل آیا پھر وہ اپنی ہزار خدمت اور زباں بندی کے باوجود ان کے دل سے وہ میل دھو نہیں سکی۔

شادی کے ہفتے بھر بعد ہی انہوں نے زارا کو کچن کے کاموں کا چارج دے دیا..... بلکہ درحقیقت اسے تنگ کرنے اور زچ کرنے کا چارج سنبھال لیا۔ زارا بہت سگھڑ اور صفائی پسند لڑکی تھی لیکن تسنیم بیگم کو کبھی اس کے ہاتھ سے کیے گئے کام میں نہ سگھڑاپا نظر آتا نہ صفائی.....اور وہ یہ بات سمجھتی تھی کہ بہو کے عہدے پر سے ان کی بھانجی کو ہٹا کر خود فائز ہونے پر اس نے تسنیم بیگم کا دل دکھایا۔ لہٰذا ان کی باتیں اور ان کا ردِعمل ایک بہت فطری رویہ ہے۔ زارا سے ان کی چڑ اور عداوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی۔

انہیں کبھی اس کے ہاتھ کا کھانا پسند نہیں آیا۔ جب سب ہی دسترخوان پر اس کے ہاتھ کے ذائقے کی تعریف کر رہے ہوتے تو وہ ڈھونڈ کر کوئی نہ کوئی نقص نکال دیتیں..... ایسے وقت میں دسترخوان پر چھا جانے والی خاموشی صاف محسوس کی جاتی.....اور پھر اس خاموشی کو توڑنے والی آواز صرف خود زارا کی ہی ہوتی۔

''کوئی بات نہیں امی! اس بار آپ کو پسند نہیں آیا، میں انشاء اللہ اگلی دفعہ اس سے بھی زیادہ محنت سے پکاؤں گی تاکہ کوئی کمی باقی نہ رہے۔'' اسے اپنی ساس کی باتیں ناگوار بھی گزرتیں اور کبھی، کبھی چہرے سے خفگی بھی جھلک جاتی لیکن اس نے کبھی زبان سے اپنی ساس کو پلٹ کر جواب نہیں دیا تھا۔

اس کی وجہ صرف اور صرف، عدیل کی بے غرض اور بے پناہ محبت تھی۔ وہ زارا کو اتنا ہی چاہتا تھا کہ زارا کے لیے اس کی محبت میں تسنیم بیگم کی کڑوی کسیلی باتیں سننا بہت آسان تو نہیں لیکن کسی حد تک قابلِ برداشت بن جاتی تھیں۔

☆☆☆

''ٹھن.....ٹھن ٹھنا ٹھن.....''

تسنیم بیگم کی چہیتی اسٹیل کی پتیلی زارا کے گناہ گار ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر آ رہی.....آواز کی گونج اتنی زوردار تھی کہ تسنیم بیگم سوتے سے ہڑبڑا کر اٹھیں اور حواس بیدار ہوتے ہی تیزی سے باہر لپکیں۔

کچن کے دروازے پر پہنچ کر اندر سنک کے پاس کھڑی پتیلی دھوتی ہوئی زارا کو دیکھ کر ان کی آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے۔

''کیا کر رہی ہو اس وقت یہاں.....؟''

''امی وہ میں اپنے لیے چائے بنانے آئی تھی۔'' اس نے پلٹ کر رسان سے جواب دیا۔

''تو.....؟'' انہوں نے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے پتیلی جھپٹی.....اس کے ساتھ کیا کرنے چلی تھیں۔ اسے اٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی؟''

''یہ چولھے پر الٹا کر رکھی تھی اس لیے.....'' اس کی بات ادھوری رہ گئی..... تسنیم بیگم صدمے سے پتیلی کا پیندا دیکھ رہی تھیں۔ جہاں ایک جگہ سے وہ معمولی سا چپٹا نظر پن نظر آ رہا تھا۔

''یہ، یہ دیکھو.....کردی ناں خراب..... ہزار بار کہا ہے، احتیاط سے اٹھایا کرو.....''

''امی میں نے تو احتیاط سے ہی.....''

''اے بس رہنے دو اپنی باتیں، کام کرنے میں ہاتھ ٹوٹتے ہیں۔ گھنٹا گھنٹا موبائل پر باتیں ہوتی رہتی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

ہیں۔ جب وہ نہیں گرتا ہاتھ سے..... اور میری پتیلی..... مجھ بڈھی کے برتنوں کی بھلا کیا اوقات..... اپنے جہیز کے کانچ کے برتن ٹوٹیں تب پتا چلے..... ساری نیند کا بھی ستیاناس کردیا اور میری پتیلی بھی.....'' وہ اب اپنی پتیلی کو ہاتھوں میں اٹھائے... بڑبڑاتی ہوئی واپس جارہی تھیں۔'' بھری دوپہر یا میں جنے کون سے نرالے شوق پال رکھے ہیں۔ موئی چائے پینے کے..... ایک عدیل کیا کم پاگل تھے جو اپنے جیسی ایک اور اٹھالائے۔''

اسے اب ان باتوں کی کچھ، کچھ عادت ہو چلی تھی۔ اس لیے دل میں اٹھتے درد بھرے احساس کو نظر انداز کرتی وہ چولھا جلانے لگی۔

رات کے کھانے پر عدیل کے سامنے بھی کچہری سجی..... الزامات لگائے گئے اور خود ہی فیصلہ بھی صادر.....

''میں نہیں کرسکتی اس مہنگائی کے دور میں یہ بے وقت کے شوق پورے..... بس میں نے کہہ دیا ہے کہ چائے پینی ہے تو دو ٹائم بنے گی۔ ناشتے میں اور شام میں..... اور اس کے علاوہ اگر کسی کا دل چاہے تو اپنا دودھ، پتی، چینی خود سے لے کر استعمال کرے۔''

زارا نے بہت تحمل سے اس نئے اعلان کو سنا اور اس کا دل ایک دم ہی کھانے سے اچاٹ ہوگیا کیونکہ عدیل خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا۔

''تم فکر مت کرو..... چند دن بعد جب امی کوئی نیا حکم جاری کریں گی تو چائے پر سے پابندی ہٹ جائے گی۔'' عدیل کی بات اسے بھنانے کے لیے کافی تھی۔

''بات چائے کی نہیں ہے۔'' اس کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کہے، کیسے اسے سمجھائے.....

''تو پھر کیا بات ہے؟'' عدیل دن بھر کا تھکا ہارا غنودگی میں جارہا تھا۔

اس نے گہری سانس بھر کے اسے دیکھا پھر کروٹ بدل لی۔ اسے معلوم تھا عدیل سے کہنے کا کوئی فائدہ نہیں..... اس وقت تو وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ غور کرنا تو دور اس کی بات اور وہ بھی شکایت بھری بات سننے کے بھی قابل نہیں تھا۔

اس کی بات اتنی مختصر بھی نہیں تھی کہ ایک جملے میں بیان ہو جاتی۔

تسنیم بیگم اس پر زندگی تنگ کرتی ہی چلی جارہی تھیں۔ ابھی تو فقط چھ مہینے گزرے تھے اور وہ بری طرح عاجز آچکی تھی۔ شام میں صرف اس کا چھت پر جانا منع تھا بے پردگی کی وجہ سے..... رات کو لوڈشیڈنگ کی صورت میں بھی صرف وہ چھت پر نہیں جاسکتی تھی۔ الٹی سیدھی مخلوقات کے اثرات کے سبب..... ہاں کپڑوں سے بھری بالٹی لے کر چھت پر ہی ڈالنی ہے کہ صحن میں لٹکتے کپڑے بہت برے لگتے تھے۔ وہ رات کو اپنے شوہر کے ساتھ، ساتھ کمرے میں داخل نہیں ہوسکتی تھی کہ گھر میں ساس اور ایک جوان دیور بھی موجود تھے۔ صبح، شوہر کے نکلنے کے بعد کمرے سے نہیں نکل سکتی تھی بے حیائی کے کارن..... یہ تو اس کے شب و روز کی معمول کی پابندیاں تھیں۔

کچن میں قدم رکھتے ہی اس پر مشکلات کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگیا۔

پہلے کا تو پتا نہیں..... مگر زارا کے چارج لیتے ہی انہیں کچن ہر دم ہمہ وقت چم چم کرتا ہوا چاہیے ہوتا..... ایک بھی برتن کبھی گندا ہو، نہ کھانا پکاتے میں گھی، تیل، چینی، نمک یا کسی بھی قسم کے مسالوں کے ڈبے سلیب پر نظر آئیں۔ برتن دھو کر بے انتہا واضح اور چنیدہ ترتیب سے پلیٹیں اور کپ رکھے جائیں۔ روز اسٹینڈ دھوئے جائیں اور بلا ناغہ ریک صاف کیے جائیں۔ زارا کو یہ کام یوں مشکل نہیں لگتے تھے کیونکہ وہ اپنے گھر میں بھی کچن کو یونہی ہر وقت صاف ستھرا رکھتی تھی۔ لیکن ان کی پسندیدہ چیزیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

اورلاڈلی وہ اسٹیل کی پتیلی.....

وہ صرف ایک عام سا برتن نہیں اس کے صبر، برداشت کے ساتھ، ساتھ بلڈ پریشر کے لیے بھی ایک آزمائش تھی۔

دن میں تین سے چار اور کبھی، کبھی پانچ بار اس میں تسنیم بیگم کے لیے پانی بوائل ہوتا..... ہر بار زارا ہی یہ فعل انجام دیتی اور ہر بار پتیلی کو دھو، مانجھ کر یوں کردیتی..... جیسے اس میں کبھی کوئی چیز پکائی نہیں گئی۔ اگر کبھی غلطی سے وہ پتیلی مانجھنا بھول جاتی تو تسنیم بیگم اس کی ساری خدمات بھلا کر اس کے وہ لتے لیتیں کہ وہ آئندہ کے لیے توبہ کرلیتی۔

ایک بار اس نے غلطی سے عدیل کے کپڑوں میں کلف لگانے کے لیے اس میں کلف پکالیا..... تسنیم بیگم نے اسے اتنی باتیں سنائیں، اتنا واویلا کیا..... اسے پھوہڑ، جاہل اور بے غیرت کے القابات سے نوازا اور اتنا چلائیں کہ آفس سے آرام کی غرض سے جلدی آکر کمرے میں سویا ہوا راحیل باہر آگیا۔

''کیا ہوگیا ہے امی..... کیوں اتنا ہنگامہ مچایا ہوا ہے؟'' اس کا انداز بہت جارحانہ تھا۔

''ارے ہونا کیا ہے..... یہ دیکھو میری پتیلی کا حشر.....'' انہوں نے بے حد غمزدہ انداز میں اسے پتیلی دکھائی۔ ہنگامے اور شور شرابے میں کلف پر سے توجہ ہٹ جانے کی وجہ سے وہ پیندے سے چپک گیا تھا اور کناروں سے ذرا سا جل بھی گیا تھا۔

''تو اس میں اتنا شور کرنے والی کیا بات ہے۔'' اس نے امی کے انداز کو ذرا گھاس نہیں ڈالی۔ راحیل، عدیل کے مقابلے میں ذرا بدتمیز قسم کا تھا..... تسنیم بیگم اس سے زیادہ زور آوری نہیں دکھا سکتی تھیں۔ وہ اس کے غصے سے ذرا دبتی بھی تھیں۔

''پورا گھر سر پر اٹھالیا آپ نے.....'' راحیل غصے میں دہاڑا..... زارا نے اسے پہلی بار یوں غصے میں دیکھا تھا۔

''آ.....امی آپ فکر مت کریں، میں بالکل صاف کردوں گی۔'' اس نے ساس بیگم کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی غرض سے جلدی سے کہا..... مبادا وہ راحیل پر چڑھ دوڑیں۔

''اور بھابی آپ بھی ذرا دیکھ بھال کر کام کیا کریں۔'' اس نے چڑ کر بڑی بھاوج کو مخاطب کیا۔ اور دہاڑ سے دروازہ بند کر کے کمرے میں گم ہوگیا۔

ہمیشہ کی طرح تسنیم بیگم تو بڑ بڑاتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں لیکن زارا اپنے آنسوؤں پر قابو پا نہ سکی۔

یہ تھا اس کی خدمت..... چاپلوسی اور زبان بندی کا صلہ..... کہ ساس کے دل میں جگہ تو کیا بنتی الٹا چھوٹا دیور بھی اسے نوکرانی سمجھ بیٹھا تھا۔

ہمیشہ کی طرح اسے اس بار بھی اپنے آنسو خود ہی صاف کرنے تھے۔ وہ خاموشی سے اسٹیل کی پتیلی مانجھنے لگی۔

☆☆☆

ان ہی حالات اور ٹینشن کی وجہ سے زارا امید سے ہوئی لیکن اس کا حمل ٹھہر نہ سکا۔ مس کیرج شادی شدہ زندگی کا پہلا شدید دھچکا تھا۔ عدیل کی ہمدردیاں اس کے ساتھ تھیں مگر اس نے گھر کے دوسرے لوگوں سے ہمدردی کی امید لگا کر بہت غلطی کی اور جب امیدیں ٹوٹتی ہیں تو کتنا دکھ ہوتا ہے۔ زندگی کے سکھائے ہوئے اسباق میں ایک نئے ذلت بھرے باب کا آغاز ہوا..... پوتا کھلانے کی شدید آرزو دل میں دبا کر بیٹھی تسنیم بیگم کی زبان کی دھار اور بھی تیز ہوگئی۔ اس کی پہلی پریگننسی بھی دیر سے ہوئی تھی۔ مس کیرج کے بعد ڈاکٹر نے ایک سال تک احتیاط کا کہہ دیا تھا۔

وہ دو ہفتے مکمل آرام کے بعد جب امی کے گھر سے واپس سسرال آئی تو جسمانی طور پر جتنی تھکن زدہ تھی، ذہنی طور پر اس سے کہیں زیادہ پژمردہ اور نڈھال۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''امی مجھے بانجھ کیوں کہہ دیتی ہیں ہر ایک کے سامنے..... میں بالکل ٹھیک ہوں، میرے ساتھ بس ایک حادثہ ہوا ہے اور کچھ نہیں..... آپ امی کو سمجھائیں ناں.....''

''سمجھاتا تو ہوں، وہ کب سمجھتی ہیں کسی کی بات.....'' عدیل خود بھی اس معاملے میں بے بس تھا۔

''آپ جانتے ہیں یہ مس کیرج کام اور ٹینشن کی زیادتی سے ہوا ہے اور اس کی ذمے دار سراسر وہ خود ہیں، میں نہیں.....''

''میں جانتا ہوں زارا میری جان.....! تم ٹینشن مت لیا کرو..... میں ان سے پھر بات کرلوں گا، اوکے.....'' اس نے عدیل کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موندلیں۔ اس دنیا میں اس کی واحد جائے پناہ یہی تو تھی۔ جہاں سمٹ کر اسے زمانے کے غم بھول جاتے تھے۔

☆☆☆

دوسری بار خوش خبری دیر سے ملی۔ لیکن بالآخر مل ہی گئی۔ مگر ڈاکٹر نے فوراً ہی بے حد احتیاط اور بیڈ ریسٹ کا مشورہ دے ڈالا۔ جو امی کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔

''آج کل کی ڈاکٹرنیوں نے ہی اس نئی نسل کے دماغ خراب کیے ہیں۔ ہمارے زمانے بھی تھے.....'' بیڈ ریسٹ تو خیر وہ کیا ہی کرتی اسے مائنڈ ریسٹ بھی کم، کم ہی نصیب ہو پاتا۔

خدا، خدا کر کے وہ مہینے گزرے..... اس نے جیسے تیسے ان دنوں میں گھر کے ڈھیروں ڈھیر کام نمٹائے اور بالآخر وہ ایک پیاری سی گلابی سی بیٹی کی ماں بن گئی۔

دو دن کے لیے تو گھر بھر میں خوشی منائی گئی۔ تسنیم بیگم بھی پوتے کے ارمان بھول کر اسے گود میں لیے، لیے پھریں۔ پھر بالآخر انہیں یاد آنے لگا کہ انہیں پوتی نہیں پوتا چاہیے تھا کیونکہ پوتا ہی ان کے بیٹے کی نسل کو لے کر آگے بڑھے گا۔ بیٹیاں تو پرایا دھن ہوتی ہیں۔

''ہاں لیکن بیٹیاں بھی انسان ہی ہوتی ہیں اور بہویں بھی کسی کی بیٹیاں ہی ہوتی ہیں۔'' وہ دل ہی دل میں کڑھ کر خود سے کہتی۔

ابھی اس کی بیٹی اُمِ رومان نے آٹھویں مہینے میں قدم رکھا ہی تھا کہ انہیں پھر سے خوش خبری کی پڑ گئی۔

''اب تو ماشاء اللہ سے رومان بڑی ہوگئی ہے۔'' انہیں آٹھ مہینے کی بچی جس نے ابھی صرف بیٹھنا سیکھا تھا۔ بڑی نظر آنے لگی تھی۔

''اور جب تک تم فارغ ہوگی یہ اور بڑی ہو چکی ہوگی۔'' شکر تھا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ سمجھ دار ہو چکی ہوگی۔ گھر کے کاموں میں تمہارا ہاتھ بٹا دیا کرے گی۔

وہ کچھ بول نہیں سکتی تھی۔ صرف ان کے ارشادات سن سکتی تھی۔

زارا پورا، پورا دن بچی اور گھر کے کاموں میں ہلکان رہتی۔ تسنیم بیگم بچی کو سنبھالنے سے صاف انکار کر دیتیں کہ بچی کی گندگی سے ان کی نمازوں کا حرج ہوتا ہے۔ ایسے گھن چکر بنی اگر اسے کبھی دوسرے بچے کا خیال بھی آجاتا تو اس کا دل چلا اٹھتا۔

''نہیں، نہیں..... ابھی نہیں..... پانچ سال تک تو بالکل نہیں.....'' ہر گزرتے دن کے ساتھ گھر میں مصروفیات بڑھتی گئیں اور زارا کے گرد زندگی کا گھیرا تنگ سے تنگ ہوتا گیا۔ وہ ذمے داریوں سے گھبرانے والی یا کام سے جی چرانے والی عورت نہیں تھی لیکن تسنیم بیگم کی نکتہ چینیاں اس کی زندگی میں بیزاری اور کوفت بھرتی جا رہی تھیں۔ وہ اس قدر بیزار رہنے لگی تھی کہ ایک دن عدیل بھی کہہ اٹھا۔

''تمہارے چہرے پر وہ تازگی اور شگفتگی تو خیال و خواب ہی بن گئی جو تمہاری شخصیت کو اور نکھار دیتی تھی۔ اب تو ہر وقت بارہ بجتے دکھائی دیتے ہیں۔'' اپنے محبوب شوہر کے منہ سے اپنے لیے یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

الفاظ سن کر اس کا دل سسک اٹھا۔ خوف سے بھر گیا، سہم کر رہ گیا اور دل سے بے اختیار ایک التجا دعا کی صورت نکلی۔

''یا اللہ.....! میری زندگی کو آسان بنادے اور میرے شوہر کا دل مجھ سے خراب ہونے سے بچالے ورنہ میں جی نہیں پاؤں گی۔'' قبولیت کی گھڑی نے اس کے آنگن میں اسی دم چپکے سے قدم دھرے اور قدرت اس کی معصومیت پر مسکرا اٹھی۔

صرف ہلکی سی لپ اسٹک اور کانوں میں چھوٹے، چھوٹے سونے کے ٹاپس نے اس کی معمولی سی تیاری کو باقاعدہ سنگھار کی شکل دے ڈالی۔ عدیل کی آفس سے واپسی کا ٹائم تھا۔ اس نے اماں کی اسٹیل کی پتیلی میں ان کے لیے پانی ابلنے کے لیے رکھا اور لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ننھی بچی کو لے کر چھت پر آگئی۔

چھت کی منڈیر پر سے ہی اس نے راحیل کو اپنے دو دوستوں کے ساتھ گھر میں آتے دیکھا۔ اس کا منہ اتر گیا۔ راحیل کے دوستوں کی آمد کا مقصد تھا کہ اسے ایک بار پھر کچن میں گھسنا پڑتا..... لیکن خیر گزری کہ راحیل اسے ڈھونڈتا ہوا اوپر نہیں آیا بلکہ اس نے زارا کے موبائل پر میسج سینڈ کردیا۔

''بھابی چائے بنانی ہے، چولھے پر پانی چڑھا ہے اسی میں بنالوں۔''

''ہاں بنالو..... مگر آدھا پانی پھینک دینا ورنہ چائے کی دیگ تیار ہوجائے گی۔'' اس نے مسکرا کر جوابی میسج لکھ کر بھیجا۔

''او کے..... مگر چینی، پتی کتنی ڈلے گی یہ بتادیں۔''

اسے ہنسی آگئی۔ اس نے تین کپ چائے کے حساب سے چینی، پتی بتائی پھر لکھا۔

''اماں کی اسٹیل کی پتیلی ہے، چائے تیار کرتے ہی دھو کر رکھ دینا ورنہ.....'' میسج بھیج کر اس نے شکر ادا کیا کہ راحیل نے اس سے کام کہنے کے بجائے خود ہی ذمے داری لے لی۔ چھت پر بہت اچھی ٹھنڈی اور سبک ہوا چل رہی تھی۔ ام رومان اس کی گود میں لیٹ کر سوگئی۔ مغرب میں تھوڑا وقت تھا۔ اس نے سوچا بچی کو یہیں چھوڑ کر نیچے جا کے دیکھوں لائٹ آگئی یا نہیں..... اور اماں کی پتیلی بھی دیکھ لوں۔ کہیں راحیل نے ایسے ہی چھوڑ دی اور اماں نے دیکھ لیا تو بس..... اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے پلنگ پر بچھے گدے پر رومان کو لٹا کر تکیے اطراف میں سیٹ کردیے اور خود نیچے اتری۔

آخری سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ اپنی مخصوص آواز کے ساتھ وہی اسٹیل کی پتیلی کچن سے اڑتی ہوئی آئی اور صحن میں بیچوں بیچ زوردار طریقے سے شور مچا کر زمیں بوس ہوگئی۔

''یا اللہ خیر.....'' زارا بری طرح ڈر گئی اور بے اختیار اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔ پتیلی کے بعد کچن سے ساس بیگم نمودار ہوئیں اور اس کے بعد انہوں نے زارا کی شان میں قصیدہ پڑھنا شروع کردیا۔ راحیل کے دوست ابھی گھر ہی میں تھے۔ راحیل کمرے سے گھبرا کر باہر نکلا..... سیڑھیوں کے نزدیک کھڑی زارا اور واویلا کرتی اماں کو دیکھ کر لمحے بھر میں ماجرا سمجھ گیا۔ اس نے پہلے اماں کو خاموش کرایا پھر فی الفور اپنے دوستوں کو لے کر باہر نکلا..... زارا جو بھری، بھری آنکھوں سمیت سیڑھیوں کے پاس کھڑی تھی رخ موڑ گئی۔

غیر مردوں کے سامنے اس بے عزتی پر اس کا دل خون کے آنسو رو پڑا۔

راحیل دوستوں کو چھوڑ کر پلٹا..... تو تسنیم بیگم نے پھر سے فضیحتا شروع کرنا چاہا۔

''اماں آپ خدا کے واسطے اتنا تو خیال کرلیا کریں کہ گھر میں کوئی مہمان موجود ہے۔'' وہ ماں سے الجھ پڑا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

''سارے خیال کرنے کے لیے ہی میں ہی رہ گئی ہوں..... میں سب کی عزتوں کا خیال کروں اور یہ چنڈالن میرے ذرا سے برتن تک کا خیال نہیں کرسکتی۔ چائے چولھے پر چڑھا کر خود آنکھ مٹکا... کرنے چھت پر چلی گئی۔ ساری چائے سوکھ کر پیندے سے چپکی پڑی ہے۔ حشر دیکھ تو میری پتیلی کا۔''

اسی وقت عدیل نے گھر میں قدم رکھا۔ زارا کو اس صورتِ حال میں اس کا اس طرح سے اچانک آجانا اور بھی دکھ اور گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا۔

''کیا ہوگیا، کیا ہورہا ہے یہ سب.....'' وہ تھکا ہارا لوٹا تھا۔ صورتِ حال یقیناً اسے بیزار کرنے کے لیے کافی تھی۔

''ارے مجھ سے کیا پوچھ رہا ہے۔ اپنی بیوی سے پوچھ.....'' آگے ان کا لمبا شکایتی بیان تھا۔

''لیکن یہ چائے میں نے نہیں راحیل نے بنائی ہے۔ امی نے چولھے پر جلتی چھوڑی ہے۔'' گھبراہٹ میں اس کی آواز قدرے بلند ہوگئی۔

''ارے واہ.....! میں نے بنائی ہے تو کیا..... بنانے سے پہلے میں نے آپ سے پوچھا تو تھا ناں..... آپ نے خود ہی کہا تھا کہ ہاں اس پتیلی میں بنالو.....''

''یہ لو.....! دیکھا..... دیکھ رہے ہو اس منحوس کی حرکتیں، بجائے اس کے کہ چھوٹے دیور کو منع کرے کہ ماں ناراض ہوجائے گی۔ اسے اور شہ دے دے کر اکسایا اس نے۔ اری جنم جلی سے اتنا نہ ہوا کہ دو کپ چائے خود سے بنا کر دے دیتی۔ میرے بچے کو چولھے میں جھونکا اور اب الزام بھی اسی کے سر.....''

عدیل منہ کھولے سب کو دیکھ رہا تھا۔ یہی حال اب زارا کا ہوا۔

''امی..... لیکن میں نے اس سے نہیں کہا تھا۔ یہ خود ہی چائے بنانے گیا تھا۔ اور میں نے اس سے کہا بھی تھا کہ فوراً دھو کر رکھ دینا۔''

''ہاں تو میں کون سا روز، روز چائے، کھانے بناتا ہوں جو مجھے یاد رہتا۔ ایک تو میں نے آپ کے آرام کا خیال کیا اور اوپر سے آپ مجھے ہی امی کی نظروں میں گندا کررہی ہیں۔''

زارا تو چپ کی چپ ہی رہ گئی۔ راحیل ایک بہت ہی بے تکی بات کا بے حد بھونڈا جواز پیش کررہا تھا۔ اپنے گھر، کچن، برتنوں اور خاص کر اس اسٹیل کی پتیلی کے لیے امی کتنی حساس رہتی تھیں کیا اسے معلوم نہیں تھا..... کیا وہ مہمان تھا، کوئی اجنبی تھا یا کرائے دار یا محلے کا کوئی فرد..... نہیں، وہ ان ہی کا بیٹا تھا۔ تسنیم بیگم کا بیٹا..... ان کا اپنا خون، اپنی اولاد۔ وہ جانتا تھا کہ ان کے عتاب سے کس طرح خود کو بچا کر بھاوج کو اس کی زد میں لانا ہے۔ تسنیم بیگم کا سارا نزلہ زارا پر ہی گرا تھا۔

وہ آخری سیڑھی پر یونہی کھڑی تھی..... اب دھیرے، دھیرے رو بھی رہی تھی۔ تسنیم بیگم اب بھی اسے برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ اس نے ایک بار پھر اپنی صفائی میں کچھ بولنے کی کوشش کی۔

''چھوڑیں امی.....! ختم کریں سب قصہ..... جو ہونا تھا ہوگیا۔'' عدیل نے اپنے تھکے ہوئے اعصاب کو پُرسکون کرنے کی کوشش کی۔

''ظاہر ہے اب آپ تو یہی کہیں گے۔ آپ کی بیگم پر جو بات آرہی ہے۔ وہ کس طرح ٹلے گی۔'' راحیل تنک گیا پھر زارا کو مخاطب کرکے بولا۔

''خوش ہوجائیں، آپ کے حمایتی بڑے ٹائم پر پہنچے۔ کیا دھرا آپ نے اور امی کی صلواتیں سنیں ہم.....'' اس کی بات ابھی ادھوری تھی۔ جب عدیل کی دہاڑ نے سب کو سناٹے میں دھکیل دیا۔

''راحیل! یہ تم کس طرح زارا سے بات کررہے ہو۔ اپنی بڑی بھابی سے تم ہمیشہ اسی طرح بات کرتے ہو۔ تمیز، ادب، لحاظ سب بھول گئے ہو کیا تم۔'' غصہ ضبط کرنے میں اس کا چہرہ لال بھبوکا ہوگیا۔ تسنیم بیگم کا منہ کھل گیا۔ خود وہ رونا بھول کر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عدیل کا منہ تکنے لگی۔

"ارے تو خواہ مخواہ میں چھوٹے بھائی پر چڑھ رہا ہے جورو کی پڑھائی میں۔"

"کیوں...... کیا غلط کہا ہے میں نے؟ آپ جو دل چاہے زارا کو کہیں۔ میں نے کبھی آپ سے نہیں پوچھا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ برابری سے زارا سے زبان چلائے بلکہ زارا نے تو اسے کچھ کہا بھی نہیں ہے۔"

"لو کہا کیوں نہیں ہے۔ ابھی آپ کے سامنے......"

"ہاں میرے سامنے اس نے جو بات ہوئی تھی وہی بتائی ہے۔ تمہاری طرح بدتمیزی نہیں کی اس نے...... اور امی نے تمہیں میرے ساتھ ہمیشہ تمیز سے بات کرنا نہیں سکھایا گیا...... پھر تم زارا کے ساتھ بدتمیزی کیوں کر رہے تھے...... معافی مانگو اپنی بھابی سے۔"

اگلا مطالبہ تو ناقابلِ یقین ہی تھا۔ صحن میں موجود باقی تینوں نفوس کی آنکھیں پھٹ گئیں۔

"معافی مانگو میں کہہ رہا ہوں۔" راحیل نے غصے سے پہلے اسے اور پھر امی کو دیکھا پھر پیر پٹختا ہوا اپنے کمرے میں بند ہو گیا...... عدیل نے اسے آواز بھی دی لیکن اس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔

"یہ...... یہ ہے آپ کی تربیت...... زارا نے شادی کے بعد سے کتنی بار آپ سے معافی مانگی ہے امی! کبھی منہ نہیں بنایا۔ کبھی پیچھے نہیں ہٹی...... اور آج راحیل اس سے بدتمیزی کر رہا تھا اور آپ اسی کی حمایت کر رہی تھیں۔ بجائے اس کے کہ اسے بڑی بھابی سے ادب سے بات کرنے کو کہتیں۔" عدیل نے اپنی ماں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اسے معاملات کو جج کرنا آتا تھا۔ صحیح اور غلط میں تمیز کرنا آتا تھا لیکن وہ اکثر تسنیم بیگم کے لحاظ میں ان کی غلط باتیں خود بھی برداشت کرتا اور زارا کو بھی یہی کہتا کہ امی کی تلخ روی کو ہنس کر سہہ لو۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے

سچی کہانیوں، آپ بیتیوں، جگ بیتیوں کا بے مثال مجموعہ

ماہنامہ سرگزشت

شمارہ ستمبر 2015ء کی جھلکیاں

احسن الکلام

اردو ادب کی ایک نامور شخصیت کا احوالِ زیست

خدمت گار

بنگلہ دیش میں محصور اردو داں افراد کی زندگی بدل دینے والے کی روداد

کیلاشی کہانی

وادی کیلاش سے در آمد ایک پراثر روداد

تاریخ عہد بہ عہد

کرۂ ارض پر تہذیب انسانی نے کس طرح ترقی کی منازل طے کیے

عجب دستور

ایک زخم زخم دوشیزہ کی آنکھیں نم کر دینے والی سچ بیانی

اس کے علاوہ

آپ بیتیاں، جگ بیتیاں، سچے واقعات اور تاریخی حقائق ہر تحریر اہم

تو بس ایک بار سرگزشت کا مطالعہ کر لیں پھر آپ خود ہی اس کے شیدائی ہو جائیں گے

خاص شمارہ...... ہر شمارہ، خاص شمارہ...... ہر شمارہ، خاص شمارہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

گا لیکن یہاں تو معاملہ ہی دوسرا چل نکلا تھا۔ امی کے دل میں جگہ پانے کے چکر میں وہ دوسروں کی نظروں سے بھی گر رہی تھی اور عدیل کو یہ بات بالکل گوارا نہیں تھی۔

''زارا پانی پلاؤ.....'' عدیل کمرے میں چلا گیا۔

مغرب کی اذانیں شروع ہو رہی تھیں پھر بھی چھت پر سوئی ہوئی بیٹی کو لانے سے پہلے اس نے اسٹیل کی پتیلی جو صحن میں اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔ اٹھا کر سنک میں بھگو دی۔ اس کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔

وہ شام اس گھر میں زارا کی آزمائشوں کی آخری شام تھی۔ دوسرے ہی روز عدیل نے کرائے کا گھر ڈھونڈنے اور اس میں شفٹ ہونے کا مژدۂ جاں فزا سنا کر زارا کو ہلکا پھلکا کر دیا۔ اس کے دل سے عدیل کے خلاف سارے گلے شکوے دھل گئے۔ عدیل نے ماں سے کس طرح بات کی..... انہیں کیا کہہ کر منایا..... ہوسکتا ہے جگہ کی تنگی کا کہا ہو یا کچھ بھی..... بہر الحال انہوں نے شفٹنگ تک پھر دوبارہ زارا کو کڑوی کسیلی باتیں نہیں سنائیں نہ ہی ان لوگوں کو جاتے دیکھ کر مصنوعی آنسو بہائے۔

پوتی سے وہ پہلے بھی کوئی خاص محبت نہیں کرتی تھیں اور زارا کو تو بالکل ہی نہیں گردانتی تھیں۔ خس کم جہاں پاک..... سے ذرا سا ہی بہتر تھا ان کا رویہ..... زارا نے اس پر بھی خدا کا شکر ادا کیا۔

نئے گھر میں شفٹ ہونے کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ اور عدیل ایک دوسرے سے کس قدر دور ہوئے جا رہے تھے۔ زارا کے دل میں شکایتوں کا انبار تھا۔ اور وہ روز بروز خاموش ہوتی جا رہی تھی۔ جب عدیل کے ساتھ اپنی من مرضی سے رہنے، اوڑھنے پہننے اور کھانے کو ملا تو دنوں میں ہی اس کی چال ڈھال بدل گئی۔ اس کے چہرے پر وہی شگفتگی اور چال ڈھال میں وہی بانکپن جھلکنے لگا جو دھیرے، دھیرے تسنیم بیگم کو خوش کرنے کی کوشش میں مفقود ہوتا جا رہا تھا۔

☆☆☆

تسنیم بیگم کی دلی آرزو پوری ہوئی۔ وہ پہلی فرصت میں اپنی بھانجی رقیہ کو بہو بنا کر گھر میں لے آئیں۔ رقیہ پہلے سے جانتی تھی کہ وہ تسنیم بیگم کی بہو بنے گی۔ اسے ان کے مزاج کی سختی اور نرمی کی تمام وجوہات اور اسباب ازبر تھے۔ اس لیے بجائے ان سے دبنے اور ان کی خدمت کو اپنا شعار بنانے کے، اس نے ان ہی کی چال ان پر الٹ دی۔ کچن میں قدم رکھتے ہی اس نے پہلا دن صبر سے گزارا اور دوسرے دن اپنے جہیز کے نئے نکور لشکتے ڈنر سیٹ اٹھا کر ترتیب سے سجا دیے۔ شروع میں تو اس کی دریا دلی سے تسنیم بیگم بہت خوش ہوئیں مگر بعد میں اس کی حقیقت کھلی۔

کچن میں پلاسٹک اور کانچ کے برتن سجے تھے۔ تو ان برتنوں والی کی حکومت بھی چلنے لگی۔ تسنیم بیگم کے کچن اپلائنسز کوئی پرانے کہلائے۔ کوئی فالتو اور کسی نے تو کباڑہ تک کا درجہ پایا۔ تسنیم بیگم جز بز تو بہت ہوئیں پر... کچھ بول نہیں سکیں کہ بہو بہر الحال ان کی اپنی لائی ہوئی تھی بلکہ اچھا خاصا قیمتی اور ڈھیروں جہیز بھی ساتھ لائی تھی۔ عدیل اور زارا کے کمرے نے اسی جہیز کی بدولت ڈرائنگ روم کا درجہ پایا تو گھر کے سبھی افراد کی وقت بے وقت انٹری وہاں بند کر دی گئی۔ دن بھر میں صرف ایک وقت وہ کمرا صفائی کے لیے کھلتا اور پھر بند..... اور گھر میں افراد کتنے تھے۔ رقیہ خود تھی..... یا ساس امی..... ایسے مین کوئی عقل کا اندھا بھی جان سکتا تھا کہ یہ پابندی کس کے لیے تھی۔

یونہی اس کے جہیز کی چھوٹی، چھوٹی چیزوں سے گھر سج سنور تو گیا لیکن تسنیم بیگم کا نہیں رہا..... وہ بالکل اپنی ہی طرح رقیہ سے صفائی ستھرائی اور چیزیں برتنے میں احتیاط کے لیکچر سنتیں اور دل

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

مسوس کر رہ جاتیں۔

ایک سال کے اندر، اندر اس نے تسنیم بیگم کو پوتے کی خوش خبری دے دی مگر وہ خوش اتنا نہ ہو پائیں جتنا رقیہ چوڑی ہوگئی۔ پورا سوا مہینہ میکے میں گزار کر گھر واپس آئی تب بھی احتیاط کے تقاضے اس کے ساتھ تھے۔ سوا مہینے تک گھر کے کام کر، کر تسنیم بیگم کے جوڑ ہل گئے لیکن وہ رقیہ کو معمولی سی سرزنش بھی نہ کر سکیں۔

یہ وہ دن تھے جب زارا ایک بار پھر امید سے ہوئی اور ایک بار پھر اس کا مس کیرج ہوگیا..... جب وہ درد اور تکلیف کے ان مراحل سے نمٹ رہی تھی تو تسنیم بیگم نے محض فون پر اس کی خیریت دریافت کر لی تھی۔ البتہ اس کی مدد اور آرام کے خیال سے اس کے گھر جانے سے صاف انکار کر دیا تھا..... نتیجتاً زارا نے اپنی بڑی شادی شدہ بہن کو گھر بلوالیا تھا۔ اسے تو مددگار مل گئی لیکن رقیہ نے اپنی زچگی کے دوران رج کے کمزوری اور آرام کے ڈرامے کیے..... پورے نو ماہ خود آرام سے رہی اور تسنیم بیگم کو تگنی کا ناچ نچائے رکھا..... خدا خدا کر کے بچہ ہوا، چھلا گزرا تو اس کے بعد بھی وہ پوری طرح صحت مند نہ تھی۔ اسے اب بھی آرام کی ضرورت تھی۔

وہی تسنیم بیگم جنہوں نے کبھی زارا کے چائے پینے پر اس کے دودھ، پتی، چینی کے استعمال پر پابندی لگائی تھی۔ اب رقیہ کو آدھا آدھا کلو دودھ ایک وقت میں پیتے دیکھتیں اور فقط اپنا دل جلاتیں۔

رقیہ نے ان کے آرام کے خیال سے انہیں.... پیڈسٹل فین لا کر دیا۔ مگر شدید گرمی کے دنوں میں وہ پنکھا باہر صحن میں چلتا اور اس کی ٹھنڈی ہوا میں پُرسکون نیند سونے کے لیے تسنیم بیگم کو بھی اپنے حجرے سے باہر نکلنا پڑتا..... لیکن اس سب کے باوجود ان کی زبان بند رہی لیکن پھر ایک دن حد ہوگئی۔ جب رقیہ نے ان کی پیاری اسٹیل کی پتیلی کو اپنے عماد کی فیڈریں ابالنے کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ سارا، سارا دن اس میں پانی پکتا اور دودھ کی بوتلیں ابلتیں جس کے نتیجے میں کبھی تسنیم بیگم کو بوائل پانی مل جاتا کبھی نہیں..... یہ بات ان کی برداشت کی حد تھی۔ کئی مہینوں سے اپنی زبان پر کسی ضبط کی زنجیروں کی کڑیاں ٹوٹ گئیں۔ گھر میں بہت دن بعد فضیحتا اٹھا لیکن اس کا انجام من پسند نہیں نکلا۔ رقیہ بجائے دبنے اور ان سے معافی مانگنے کے اور شیر ہوگئی۔

''جب عدیل بھائی اور زارا بھابی الگ جا سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں.....'' یقیناً یہ راحیل کی شہ ہی تھی جو وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کر گئی۔

تسنیم بیگم کی زبان پر فل اسٹاپ لگ گیا۔ ان کی سوالیہ، حیران اور دکھ بھری نظریں راحیل کی طرف اٹھیں۔

''رقیہ تم خاموش رہو، امی بھئی کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہیں ذرا سی بات کے لیے اتنی ٹینشن پھیلا رہی ہیں آپ... کون ساتھ رہنا چاہے گا۔'' وہ بہت اکتا کر بولا اور عماد کو گود میں اٹھا کر بیوی کے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ تسنیم بیگم کتنی دیر وہیں کھڑی ساکت لیکن بولتی نگاہوں سے گھر کے اجنبی در و دیوار دیکھتی رہیں پھر دھپ سے اپنے بستر پر گر گئیں۔

☆☆☆

''دیکھا! دیکھا میں نے کہا تھا ان کی طبیعت بگڑے گی آج ایک نہ دو پوری چار گلاب جامن نگل گئیں۔ ارے بھئی مانا کہ مال ہمارا اپنا ہے پر پیٹ تو ان کا اپنا تھا ناں..... اس قدر شوگر پر اتنی بے احتیاطی توبہ.....'' رقیہ انہیں گھبرا کر صحن، برآمدے اور کمرے کا چکر لگاتے دیکھ کر بڑبڑا رہی تھی۔ چھوٹا بیٹا سو رہا تھا۔ عماد، راحیل کے ساتھ قریبی پارک گیا تھا کھیلنے.....

تسنیم بیگم کا شوگر لیول ہائی ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔

''ارے رقیہ سن تو..... کب آئے گا یہ راحیل.....؟''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''اوہو خالہ بتایا تو ہے عماد کو لے کر گئے ہیں۔ یہیں پارک تک ابھی آجائیں گے۔ اتنے دن میں تو کہیں جا کے ان کو خیال آتا ہے بچوں کا.....'' اس نے ان کی ڈاکٹر کے پاس لے جانے والی بات پر پیشگی حد بندی لگائی۔

تسنیم بیگم بیچارگی سے ہٹ گئیں اور سر سے پیر تک پسینے میں شرابور رقیہ نے روٹی کو توے پر پٹخ ہی دیا۔

☆☆☆

عدیل دوپہر میں گھر نہیں آسکا۔ اس نے فون کر کے بتادیا تھا کہ وہ نہیں آسکتا۔ زارا اداس سی ہوگئی۔ لیکن جب شام میں عدیل گھر آیا تو اس نے ایک بہت ہی بڑی خوشی کی خبر سنائی۔

''مجھے آفس کی طرف سے پروموشن کے ساتھ گھر مل رہا ہے۔ بہت ہی معمولی سا کرایہ کٹے گا۔''

زارا پر ایک دم کسی سوچ کی اداسی چھا گئی۔

''کیا بات ہے تم اس طرح خوش نہیں ہوئیں جیسا ہونا چاہیے تھا۔''

''کچھ نہیں، بس میری طبیعت ذرا بوجھل سی ہے۔'' وہ بے دلی سے کہہ کر دسترخوان سمیٹنے لگی۔

عدیل بھی چپ سا ہوگیا۔

اس گھر میں شفٹ ہونے کے بعد وہ تیسری بار امید سے ہو کر مس کیرج کا شکار ہوئی تھی۔ اُمِّ رومان کے بعد مسلسل زچگی اور پھر پیچیدگی کے بعد ابارشن نے اسے ناامید سا کر دیا تھا۔ وہ سچ مچ خود کو بانجھ سمجھنے لگی تھی حالانکہ اگر وہ بانجھ ہوتی تو بھلا امید سے ہوتی ہی کیوں.....

وہ عدیل کو وارث دینا چاہتی تھی۔ اس کے بیٹے کی ماں بننا چاہتی تھی۔ اور اگر انصاف سے دیکھتی تو زندگی میں سوائے ایک اس کے اور کوئی کمی بھی نہیں تھی۔

''شاید میں کسی کی بد دعا کے حصار میں آگئی ہوں۔'' کئی بار اس نے گھبرا کر یہ بات سوچی اور عدیل سے شیئر بھی کی تھی۔ عدیل نے ہمیشہ ہی اس بات کو اس کا وہم قرار دیا تھا لیکن اس کی پریشان کن سوچیں پیچھا نہیں چھوڑتی تھیں۔

''میں نے کسی سے اس کا بیٹا چھینا..... اب میں خود بیٹے کے لیے ترس رہی ہوں اور میری گود خالی ہے۔'' چائے جل، جل کر سوکھ رہی تھی اور وہ سوچے جا رہی تھی۔ معاً اسے ایک خیال آیا۔ لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ آنکھوں میں چمک اور لہجے میں تازگی لیے وہ عدیل کے پاس لپکی۔

''عدیل! جب ہمیں گھر مل جائے گا تو ہم اماں کو اپنے پاس لے آئیں گے۔''

عدیل حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

''اور میں ان کی اتنی خدمت کروں گی کہ ان کا دل میری طرف سے بالکل صاف ہو جائے گا۔ میں انہیں بالکل شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔ اور ان کے لیے نئی اسٹیل کی پتیلی خرید کر لاؤں گی۔'' عدیل نم آلود محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔ وہ اس کے جذبات سمجھ رہا تھا۔

☆☆☆

دونوں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ کل صبح ہی ہم جا کر امی کو یہ خوشخبری سنائیں گے لیکن اس کی نوبت نہیں آئی۔

رات کو ہی راحیل نے امی کی طبیعت بگڑ جانے اور عدیل کو اسپتال پہنچنے کو کہا۔

بچی کو اپنی ماں کی طرف چھوڑ کر وہ دونوں جس وقت اسپتال پہنچے تسنیم بیگم دواؤں کے زیرِ اثر غنودگی میں تھیں۔

''امی کس قدر کمزور اور بوڑھی سی لگ رہی ہیں۔'' زارا کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

''کمزور نہیں ہوں گی تو اور کیا..... بالکل اپنا خیال نہیں کرتیں، بلڈ پریشر اور شوگر جیسے مرض تو ویسے ہی انسان کو توڑ دیتے ہیں۔ اور یہ وقت بے وقت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بچوں کی طرح چوری چھپے کبھی میٹھا کھالیتی ہیں کبھی کھانے میں نمک ڈال لیں گی۔ احتیاط اور پرہیز تو جیسے ان کے دشمن ہیں۔"

زارا صرف سنتی رہی، راحیل اور رقیہ کی شکایتیں بہت لمبی تھیں۔ وہ کہہ نہیں سکی کہ بلڈ پریشر کے مریض پابندی سے دوائیں کھاتے ہیں بغیر نمک کے کھانے نہیں۔

پوری رات اسپتال میں جاگ کر گزری۔

رقیہ نے تو آنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔ راحیل نے فون کر کے امی کی خیریت کی اطلاع دی تو دوسری طرف سے جانے اس نے کیا کہا کہ اس نے جلدی سے فون بند کر دیا پھر عدیل اور زارا کو دیکھ کر کھسیا گیا۔

"وہ دراصل .... پوری رات چھوٹے والے نے بخار میں تنگ کیا ہے۔ ابھی ابھی اس کی آنکھ لگی تھی اس لیے غصہ کر رہی تھی۔" زارا نے افسوس سے منہ پھیر لیا۔

راحیل کا اس سے دبنا سمجھ نہیں آتا تھا۔ کیا صرف اس لیے کہ وہ اس کے دو، دو بیٹوں کی ماں تھی، اسی وقت ڈاکٹر نے آ کے مریض کے ہوش میں آجانے اور اس سے ملنے کی اجازت دے دی۔

تسنیم بیگم نڈھال سی پڑی تھیں۔ زارا نے جا کے ان کے ہاتھ تھام لیے۔ انہوں نے ادھ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"زارا آ گئی میری بیٹی۔"

"جی، جی امی..... میں آ گئی ہوں، آپ فکر نہیں کریں، آپ بہت جلدی بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔"

"تو میرے پاس رہے گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔" سوکھے ہونٹ مسکرانے کے سے انداز میں ذرا کی ذرا پھیلے.....

"ہاں، ہاں میں یہاں بھی آپ کے پاس رہوں گی اور یہاں سے آپ کو اپنے گھر لے جاؤں گی۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔" وہ بہ مشکل خود پر ضبط کر رہی تھی۔ ورنہ جس طرح آج تسنیم بیگم اس سے بات کر رہی تھیں۔ دل کرتا تھا پھوٹ، پھوٹ کر رو دے۔

"پانی تو پلاؤ عدیل....." انہوں نے پپڑی زدہ ہونٹوں پر زبان پھیری..... زارا نے جلدی سے گلاس میں پانی ڈال کر ان کے لبوں سے لگا دیا۔

"بہت کڑوا پانی ہے۔" دو گھونٹ پی کر انہوں نے گلاس ہٹا دیا۔

"منرل واٹر ہے ناں امی.....! کسی، کسی کمپنی کا ایسا ہی بدذائقہ ہوتا ہے۔ مگر آپ فکر نہیں کریں۔ جب آپ میرے گھر آ جائیں گی تو میں آپ کے لیے نئی پتیلی لے آؤں گی۔ آپ کو خود پانی ابال کر دوں گی۔"

عدیل اور راحیل ڈاکٹر سے ملنے چلے گئے۔

تسنیم بیگم کی طبیعت اب بہتر تھی۔ زارا کی آواز ان کے تن مردہ میں نئی روح پھونک رہی تھی۔ ورنہ رقیہ کی بے رخی اور بے حسی نے انہیں جیتے جی مار ڈالا تھا۔

زارا نے اپنی خدمتوں سے اپنا آپ منوالیا تھا۔ ان کے دل میں اس کی قدر آ گئی تھی۔ کتنے دن سے ان کا دل کرتا تھا کہ رقیہ اور راحیل کو چھوڑ کر عدیل کے پاس چلی جائیں لیکن خود سے کہتے شرم آتی تھی۔ آج زارا نے خود سے انہیں لے جانے کی بات کر کے ان کا کھویا ہوا بھرم اور عزت لوٹا دی تھی۔ انہیں لگتا تھا انہوں نے خود کو بھی اپنی پتیلی کی طرح ہی بے قدرے لوگوں کے ہاتھوں میں سونپ دیا تھا مگر خدا کا شکر تھا کہ جلد ہی رہائی مل گئی تھی۔

"سدا خوش رہو، آباد رہو..... پھولو، پھلو..... ہنسو کھیلو....." ان کے منہ سے دعاؤں کے چشمے ابل پڑے اور زارا کے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار پڑ گئی۔ اس نے دل میں سوچا کہ "شاید نہیں یقیناً مجھے اسی ماں کی دعاؤں کی ضرورت ہے اور وہ دن دور نہیں جب میرا آنگن ان ہی دعاؤں کے پھولوں سے مہکنے لگے گا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY